''ابن صفی'

یہ ہو نہیں سکتا کہ اردو جاسوسی ادب کا ذکر ہو، اور ان کی بات نہ ہو!

بہت سوں نے خود کو ان کا ہم پلہ سمجھا، لیکن وہ محض، ان کے نقال ثابت ہوئے!

اردو جاسوسی ادب سے متعلق کم و بیش ہر گفتگو، ان کے نام سے شروع ہو کر انہیں کے نام پر تمام ہوتی ہے۔

یہ داستان ہے، ابن صفی کی!

مونتاژ: ابن صفی کی شخصیت اور کام سے متعلق

علوم اور فنون لطیفہ کی ان گنت اصناف کی طرح، جاسوسی ادب کا تانا بانا بھی، دراصل، قدیم یونان کے سنہرے، 'علمی دور' سے، جاملتا ہے۔

مونتاژ: قدیم یونان اور ارسطو (پانچ سیکنڈز)

ارسطو کی تصنیف Poetic میں، واضح طور پر جاسوسی ادب کا حوالہ موجود ہے۔

البتہ جاسوسی ادب کے نئے دور کی داغ بیل ڈالنے کا سہرا، عموماً انیسویں صدی کے، مشہور امریکی شاعر و ادیب Edgar Allan Poe کو جاتا ہے۔ اور اس طرز ادب کو زبان زد عام کرنے میں Sir Arthur Conan Doyle کے کردار سے شاید ہی کوئی نقاد انکار کرتا ہو! جاسوسی ادب تاریخ کا سب سے مقبول کردار شرلک ہومز، ان ہی کی تخلیق ہے۔

مونتاژ: شرلاک ہولمز، ڈاکٹر واٹسن کے شاٹس (پانچ سیکنڈ)

شرلک ہولمز کی بے مثال مقبولیت کے بعد، جاسوسی ادب کی تخلیق، آفاقی صورت اختیار کرتی گئی۔

ابن صفی نے اردو زبان میں اس ادب کو متعارف کرانے، اور اسے پروان چڑھانے میں تن تنہا، فیصلہ کن کردار ادا کیا ہے۔

مونتاژ: ابن صفی اور ان کی کتابیں

احمد صفی، ابن صفی کے صاحب زادے ہیں: امریکہ میں بارہ برس گزارنے کے بعد یہ وطن لوٹ آئے ہیں!

اب یہ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اپنے والد کی یادوں کو سمیٹنے میں گزارتے ہیں!

ساٹ: احمد صفی (پس منظر میں احمد صفی کی آواز: اردو بازار جانے کی سیکوینس، فضلی سنز)

گئے وقت کی نشانیوں کو سمیٹنے کا یہ سفر ابھی جاری رہنا ہے! **(احمد صفی کی کوئی ایسی بات جس میں سفر جاری رکھنے کی بات ہو)**

احمد صفی اکثر اوقات راشد اشرف سے ملنے آتے ہیں۔

ساٹ: احمد صفی (راشد اشرف کے بارے میں)

ابن صفی، ۲۶ جولائی سن ۱۹۲۸ کو پیدا ہوئے۔ اصل نام اسرار احمد تھا!

اس وقت ان کا خاندان اتر پردیش کے شہر، الہ آباد کے قریب واقع ایک قصبے نارا میں آباد تھا۔

ایک بار ابن صفی نے خود اپنی پیدائش کا واقعہ بہت خاص انداز سے بیان کیا!

''جولائی ۱۹۲۸ء کی کوئی تاریخ تھی اور جمعہ کی شام، دھندلکوں میں تحلیل ہو رہی تھی، کہ میں نے اپنے رونے کی آواز سنی۔ ویسے دوسروں سے سنا ہے کہ میں اتنا نحیف تھا کہ رونے کے لئے منہ تو کھول لیتا تھا، لیکن آواز نکالنے پر قادر نہیں تھا۔''

اسرار احمد کو ابتداء میں مجیدیہ اسلامیہ ہائی اسکول بھیجا گیا۔

پہلی ادبی کتاب، جو ان کے ہاتھ لگی، وہ تھی ''طلسم ہوشربا'' کی پہلی جلد!

اس کتاب کی خاص زبان کو سمجھنا ایک آٹھ سالہ بچے کے لئے بظاہر مشکل کام تھا۔

لیکن دھیرے دھیرے انہوں نے ''طلسم ہوشربا'' کی ساتوں جلدیں پڑھ ڈالیں۔

ساٹ: (کار میں احمد صفی طلسم ہوشربا کے بارے میں بات کرتے ہوئے)

ساٹ: خرم علی شفیق: طلسم ہوشربا اور ابن صفی سے متعلق

بچپن میں وہ شرارتی تھے، اسی لئے بعض ناقدین ان کے مشہور کردار عمران کے مزاح کو عموماً، ان کے بچپن سے جوڑتے رہے ہیں۔

ساتویں جماعت میں تھے کہ پہلی کہانی لکھ ڈالی۔ عنوان تھا ''ناکام آرزو''!

یہ کہانی ہفت روزہ ''شاہد'' میں شائع ہوئی۔ پھر گاہے بگاہے، اس رسالے نے ان کی کئی کہانیاں شائع کیں۔

تب ان کا طرز تحریر عموماً رومانوی ہوا کرتا تھا۔

پھر شعر بھی کہنے لگے! اپنی شاعری کو وہ بہت پر اثر انداز میں پڑھتے تھے!

ابن صفی کی آواز: (اپنے شعر پڑھتے ہوئے)

۱۹۴۷ء میں اسرار احمد کے، الہ آباد یونیورسٹی پہنچتے پہنچتے، تحریک آزادی سے جڑے فسادات شروع ہو چکے تھے۔

الہ آباد یونیورسٹی میں خنجر زنی کی ایک واردات کے بعد، ان کے بڑوں نے ان کا یونیورسٹی جانا بند کرا دیا۔

یوں وہ اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ گئے۔

البتہ ادبی حلقوں میں، انہیں اب ایک شاعر کی حیثیت سے جانا جانے لگا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ جب یہ نوعمر شاعر، محفل میں اپنا کلام سناتا تھا، تو بڑے بڑے شعراء حیرت زدہ رہ جاتے تھے۔

ساٹ: احمد صفی: (اگر شاعری پہ بولا ہے تو!)

ٹرانزیشن

سن 1948!!

مہاتما گاندھی کا قتل ان پر بجلی بن کے گرا!

اس المیئے کا اظہار انہوں نے اس شعر سے کیا: ''لوئیں اداس، چراغوں پہ سوگ طاری ہے: یہ رات آج کی انسانیت پہ بھاری ہے۔''

اسی سال شہر الہ آباد سے ادبی رسالہ ''نکہت'' جاری ہوا۔

انہیں رسالے کے حصہ نثر کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اور یہ ذمہ داری، ان کی خوش قسمتی کا سبب بن گئی!

اس رسالے میں ان کی پہلی کہانی 'فرار'، جون ۱۹۴۸ء میں شائع ہوئی۔

اس دوران، وہ مختلف قلمی ناموں سے طنزیہ اور فکاہیہ مضامین بھی لکھتے رہے۔

سن انیس سو باون!!

بہار کی آمد آمد تھی، جب ''نکہت'' میں ان کا ناول 'دلیر مجرم' شائع ہوا۔

ساٹ: احمد صفی (گاڑی میں نکہت پر بولتے ہوئے)

ان ہی دنوں اسرار احمد نے اپنا قلمی نام، اپنے والد جناب صفی اللہ کے نام کی مناسبت سے 'ابن صفی' رکھ لیا!

ماہنامے کی اشاعت آسمان کو چھونے لگی۔ اب ابن صفی نے اپنی تمام تر تخلیقی توانائی، جاسوسی تحریروں کے لئے وقف کر دی۔

اس وقت ان کے ناولز کی قیمت نو آنے مقرر ہوئی۔

ناولز کے سرورق، مصطفیٰ مرزا، دیپک، مشیر صدیقی، شیلے آرٹسٹ، ولایت احمد اور صدیقی آرٹسٹ ڈیزائن کیا کرتے تھے۔

کچھ دن اور بیتے ہوں گے کہ ہندستان میں 'تلنگانہ تحریک' زور پکڑ گئی۔

برسر اقتدار کانگرس اور ترقی پسندوں کے درمیان تضادات شدید ہو گئے۔ اور یوں ترقی پسندوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی۔

ابن صفی اپنے خیالات کی وجہ سے ترقی پسندوں کے کافی قریب تھے: ان کا اٹھنا بیٹھنا، بھی زیادہ تر، ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔

لہٰذا انہیں مشورہ دیا گیا کہ وہ پاکستان چلے جائیں۔

سن ۱۹۵۲!!

ابن صفی کراچی منتقل ہو گئے ۔

ساٹ: احمد صفی (گاڑی میں کراچی ہجرت کر جانے سے متعلق)

یہاں انہوں نے ، ایک غیر آباد بستی میں رہائش اختیار کی ؛ یہ لیاقت آباد کا علاقہ تھا لیکن اس وقت اس کا مقبول نام لالوکھیت تھا ۔

یہ چار منزلہ عمارت ماضی میں معمولی سی چار دیواری تھی جب یہاں ابن صفی رہا کرتے تھے!

بستی کے جنوب میں پرانا شہر، اور شمال میں دور دور تک ببول کی جھاڑیوں کا جنگل تھا۔

کہا جاتا ہے کہ فیڈرل کیپٹل ایریا اور آس پاس کے علاقوں کے نوجوان اس جنگل میں شکار کھیلا کرتے تھے ۔

نراٹیشن

ہجرت کے ایک سال بعد ہی، انہوں نے گھر بسانے کا فیصلہ کیا۔

چنانچہ، لکھنوؤ کے قصبے نگرام کے ایک واقف کار امین احسن کی صاحب زادی بیگم ام سلمی سے ان کا رشتہ طے ہو گیا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ الہ آباد اور لکھنوؤ کا یہ بندھن ، راولپنڈی میں انجام پذیر ہوا!

مونٹاژ: شادی سے متعلق

ان کے ہاں چار بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں ۔

ساٹ: احمد صفی (اپنے بہن بھائیوں اور والدہ سے متعلق)

نئے نئے پاکستان میں ’سراغ نگاری‘ کے سفر میں اکرم الہ آبادی، اظہار اثر اور مسعود جاوید ان کے حریف تھے۔

نقاد کہتے ہیں اکرم الہ آبادی ، ادبی آگہی کے فقدان ؛ اور اظہار اثر یورپی مصنفین کے زیر اثر رہنے کے باعث آگے نہ بڑھ سکے ۔

اور سہل پسندی کی وجہ سے مسعود جاوید جیسا قابل مصنف بھی ، ابن صفی کے آگے سنبھل نہ پایا!

نراٹیشن

۱۹۵۴ء میں چھبیس سالہ ابن صفی کی شہرت آسمان کو چھو رہی تھی!
ان کی تحریروں میں اسرار و سراغ اور سنسنی کے عناصر ، اردو کے قارئین کے لئے کچھ نئی سی باتیں تھیں۔
’’شعلہ‘‘ سیریز نے تہلکہ مچا دیا ۔لیکن اب بھی ، ایک بڑی کامیابی ان کی راہ دیکھ رہی تھی!!

نراٹیشن

کچھ ہی عرصے میں، ان کا مشہور ترین کردار عمران جنم لیتا ہے۔ یہ کردار ایک تہلکہ خیز تخلیق تھا۔ عمران سیریز کا پہلا ناول ’خوف ناک

عمارت' ۱۹۵۵ء میں منظرِ عام پر آیا۔

عمران سیریز نے مقبولیت کا آسمان چھو لیا!

کچھ کا خیال ہے کہ عمران سیریز کو، اس دور میں، اردو زبان سے متعلق کسی بھی تصنیف یا فن پارے کی نسبت کہیں زیادہ پڑھا گیا!

اس ناول کو ہندستان کے ایک مشہور پبلشنگ ہاوس نے اس کی اشاعت کے چوون سال بعد، انگریزی زبان میں شایع کیا ہے۔ اس کا ترجمہ پاکستانی مصنف بلال تنویر نے کیا ہے۔

یہ کتاب حال ہی میں، دلی سے ''The House of Fear'' کے عنوان سے شایع ہوئی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ بڑا ادب، ختم نہیں ہوتا؛ وقت کے ساتھ ساتھ، یہ کلاسیکی حیثیت اختیار کر لیتا ہے!

ساٹ: احمد صفی (سیکوئنس)

احمد صفی کو ادبی محفلوں میں، کبھی کبھی، ابن صفی کی کوئی نہ کوئی نشانی مل ہی جاتی ہے۔ اور حال ہی میں ابن صفی کی جاسوسی دنیا کا ''خوفناک عمارت'' کا انگریزی ترجمہ کرنے والے معروف ہندستانی ادیب شمس الرحمٰن فاروقی اس محفل میں شریک ہیں۔

وہ آج بھی، ابن صفی کے آبائی شہر الہ آباد میں رہتے ہیں!

ساٹ: شمس الرحمٰن فاروقی ابن صفی سے متعلق بولتے ہوئے

ٹرانزیشن: واپس ماضی کی جانب

عمران سیریز کے اگلے ناولز 'چٹانوں میں فائر'، 'پر اسرار چیخیں' اور 'بھیانک آدمی' نے مقبولیت کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

ان دنوں، ان ناولز کا کرایہ چار آنے روزانہ ہوا کرتا تھا۔

اس دور میں کسی عام طالب علم کے لئے چار آنے اکٹھے کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا!

لیکن ملک بھر میں لوگ، ہر صورت میں، ان ناولز کو فوراً پڑھ ڈالنا چاہتے تھے۔

ساٹ: ایچ اقبال، کمال احمد رضوی، مشتاق احمد قریشی

اپنے کسی کردار کو کسی دوسرے جغرافیائی اور سماجی حالات میں انتہائی کامیابی کے ساتھ پیش کرنا ابن صفی کا خاصہ تھا۔

کچھ پڑھنے والوں نے ان کے ناولز میں فرانس اور اٹلی کی وہ جگہیں پہچان لیں جہاں ان کے کرداروں کی سرگرمیاں بیان کی گئی تھیں۔

ساٹ: مشتاق احمد قریشی، احمد صفی

اس حوالے سے ان کا کہنا تھا، ''میری چارپائی مجھے سب جہانوں کی سیر کرا دیتی ہے۔''

ٹرانزیشن:

ان کو ہر طرح کے مطالعے کا شوق تھا۔

وہ اگاتھا کرسٹی، جیمز ہیڈلے چیز، ایلسٹر میکلین اور انگریزی مزاح نگار اسٹیفن لیکاک کو بہت شوق سے پڑھا کرتے تھے۔

احمد صفی کی سیکوئنس: وہ کتابیں اکٹھے کرتے ہوئے جو ابن صفی پڑھا کرتے تھے!

ساٹ: احمد صفی

اردو کے شعراء میں انہیں میر تقی میر، میرا جی اور فیض احمد فیض سے خاص لگاؤ تھا۔

موسیقی سے بھی خاصا شغف تھا۔

روشن آراء بیگم، طلعت محمود، حبیب ولی محمد، اور مہدی حسن کی گائی ہوئی غزلیں انہیں پسند تھیں۔

وہ سہیل رانا اور لال محمد اقبال کے ترتیب کردہ گیت بھی شوق سے سنتے تھے۔

کم لوگ جانتے ہوں گے کہ ابن صفی ایک اچھے مصور بھی تھے۔

ساٹ: احمد صفی (یا re-enactment)

نریشن

ساٹھ کی دہائی آنے کو تھی، جب ابن صفی نے سوچا کہ اب لالوکھیت سے کوچ کرنا چاہیے!

وہ اپنے کنبے سمیت ناظم آباد منتقل ہو گئے۔

ساٹ: احمد صفی (ناظم آباد سے متعلق بولتے ہوئے)

احمد صفی ناظم آباد میں گھوم رہے ہیں اور اپنا پرانا گھر دکھاتے ہوئے۔

احمد صفی اور ان کے خاندان نے برسوں پہلے ناظم آباد چھوڑ دیا تھا؛

لیکن یہاں کی گلیوں میں گھومنا، انہیں آج بھی اچھا لگتا ہے۔

نریشن

سن انیس سو ساٹھ!

مقبولیت کا یہ حال تھا کہ اب ان کے لئے قارئین کی فرمائش پوری کرنا، ناممکن ہو گیا تھا۔

مستقل لکھتے رہنے کی وجہ سے وہ شدید بیمار پڑ گئے۔ یہ سکیٹ زوفرینیا کا حملہ تھا!

سن 1963 تک وہ کچھ نہ لکھ سکے۔

سانٹ: ڈاکٹر ایس ایم رب، بیٹی نزہت افروز

مونٹاژ

آخر کار ابن صفی نے اس خوفناک بیماری کو شکست دے دی!

تین سال کے وقفے کے بعد، ان کا نیا ناول 'ڈیڑھ متوالے' منظر عام پر آیا تو ایک ہی ہفتے میں تمام کاپیز بک گئیں!

دوسرا ایڈیشن آنے میں بالکل دیر نہ لگی!

ہندوستان میں اس ناول کی تقریب رونمائی کی صدارت اس وقت کے وزیر مواصلات جناب لال بہادر شاستری نے کی!

نریشن:

ابن صفی نے کبھی بھی کسی مشہور کردار کا اثر نہیں لیا۔

مثال کے طور پر ان کے دور میں ای ین فلیمنگ کے تخلیق کردہ مشہور کردار جیمز بانڈ۔ زیرو۔ زیرو۔ سیون کا سحر پوری دنیا پر چھایا ہوا تھا۔

لیکن ان کے کسی بھی کردار میں، جیمز بانڈ کی معمولی جھلک تک نظر نہیں آتی۔

نریشن

ایک دور اور گزرا تو ابن صفی کو فلم بنانے کا خیال آیا۔

یہ فلم تھی، دھماکہ، اور اس کی کہانی ان کے ناول '' بے باکوں کی تلاش'' پر مبنی تھی۔

مونٹاژ: فلم سے متعلق تصاویر اور پوسٹرز

احمد صفی: (فلم سے متعلق، گاڑی چلاتے ہوئے)

ایک اور خاص بات یہ ہے کہ فلم کے چند گیت خود ابن صفی نے تحریر کئے۔

فلم میں حبیب ولی محمد کی گائی ہوئی غزل: ''راہ طلب میں کون کسی کا''

بہت کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ 'دھماکہ' پاکستان کے مشہور اداکار جاوید شیخ کے کیریئر کی پہلی فلم تھی۔

تب یہ جاوید اقبال کہلائے گئے!

احمد صفی بہت دنوں سے جاوید شیخ کو ڈھونڈ رہے تھے: جاوید اب عموماً کسی نہ کسی پاکستانی یا ہندستانی فلم کی شوٹنگ میں مصروف ہوتے ہیں۔

سانٹ: احمد صفی (جاوید شیخ سے متعلق سانٹ، اور ان سے ملاقات)

ساٹ: جاوید شیخ

ریڈیو پاکستان نے ایک قسط وار جاسوسی کھیل 'آوازوں کا جال' کے لئے ابن صفی کی خدمات حاصل کیں۔

یہ کھیل زیادہ کامیاب نہ ہو سکا!

ان کے مزاج میں درویشی تھی۔ اس لئے وہ مایوس نہیں ہوتے تھے۔

انہیں پیسے کی پرواہ تھی، نا اپنی ذات پہ کوئی غرور!!

ساٹ: کمال احمد رضوی، مشتاق احمد قریشی، ایچ اقبال

26 جولائی 1980!

عمران، فریدی اور حمید جیسے زندہ رہ جانے والے کرداروں کا خالق، اپنے تمام چاہنے والوں کو چھوڑ جاتا ہے!

مونتاژ:

لیکن یہ داستان یہاں ختم نہیں ہوتی!

ابن صفی کی وفات کے وقت راشد اشرف صرف پانچ سال کے تھے۔

اس کے باوجود یہ نوجوان، جاسوسی ادب کے اس نامور ادیب پر ایک منظم تحقیق میں مصروف ہے۔

احمد صفی کا اکثر ان سے ملنا جلنا رہتا ہے!

ساٹ: راشد اشرف اور احمد صفی

وہ کس پائے کے مصنف تھے؟ اس بات کا فیصلہ تو برسوں پہلے ہو چکا ہے۔

لیکن آج کا سچ یہ ہے کہ ابن صفی کے اس طویل ادبی سفر میں، ان کا کوئی مدمقابل پیدا نہ ہو سکا!

رک جانے والا یہ قلم، آج بھی، ان کے کسی جانشین کا شدت سے منتظر ہے!

جو کہہ گئے وہی ٹھہرا ہمارا فن اسرار

جو کہہ نہ پائے نہ جانے وہ چیز کیا ہوتی

ختم شد